ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

قربانی

سنّت ابراہیمی

(خطبۂ عید الاضحی ۱۳۹۴ھ عیدگاہ اکوڑہ خٹک)

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) واذ ابتلی ابراھیم ربّہ بکلمات فاتمھن۔ الآیۃ

محترم بزرگو! اکثر حضرات دور دراز سے آئے ہیں، اس لئے چند منٹ کچھ عرض کروں گا تقریر کا نہ وقت ہے نہ صلاحیت، بیمار بھی ہوں۔

محترم بزرگو! آج جو سنت ہم اور آپ عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد انشاء اللہ ادا کریں گے، یہ قربانی ہے، اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: سنّت ابیکم ابراھیم — انبیاء کرام کے سلسلہ میں حضرت ابراہیمؑ کا ایک نہایت بلند مقام ہے، ان کی ساری زندگی قربانی اور عزیمت کی زندگی ہے۔ ساری زندگی عظیم الشان ایثار استقامت اور اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے سے لبریز ہے۔ جس وقت حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو ملک کا ماحول ستارہ پرستی اور بت پرستی کا تھا۔ نمرود جیسے ظالم حکمران کے ہاتھ میں حکومت تھی۔ اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر بت پرستوں کا پروہت یعنی لاٹ پادری ہے۔ تمام دھرم سالوں کے نگران ہیں۔ گویا وزیر تعلیم اور وزیر مذہبی امور ہیں۔ ایک اہم عہدہ پر فائز ہیں۔ خود بت تراش ہیں۔ ایسے وقت میں ظالم نمرود کے خلاف آواز بلند کرنا کتنا سخت کام تھا۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کا جگر تھا کہ سارا ماحول سارا خاندان اور سارا گھر سارا علاقہ بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہے اگر حضرت ابراہیمؑ اپنے والد کا طریقہ اختیار کر لیتے۔ تو ان کو بھی والد جیسا اہم منصب مل سکتا تھا، وہ بھی ملک کے مذہبی پیشوا ہوتے، وزیر ہو جاتے، مگر نہ صرف اس عہدہ اور منصب کو لات ماری بلکہ پوری قوم حکومت اور ملک کی دشمنی مول لی۔ اور اعلان کیا کہ: انّنی بریٔ مما تعبدون — ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا کہ میں تمہارے بتوں اور ان کی پرستشوں اور شرکانہ رسم و رواج سے بالکل

بیزار ہوں۔ پہلے اپنی قوم کو عقلی پیرایہ میں سمجھانا چاہا کہ اے میرے والد اے میری قوم، تم ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو، جو مجبور و مقہور اور بے بس ہیں۔ دوسرے کے حکم کے تابع ہیں۔ دوسرے کے کنٹرول میں ہیں، یہ سورج کبھی طلوع ہوتا ہے، کبھی غروب۔ یہ چاند کبھی گھٹتا ہے، کبھی بڑھتا ہے۔ تغیر و تبدل قبول کرتے رہتے ہیں۔ فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا۔

معبود برحق اور خدا تو ہمیشہ کی صفت پر متصف رہتا ہے۔ وہ تو قدیم اور واجب الوجود ہوتا ہے۔ اس کی صفات اور حالات میں تغیر و تبدل نہیں آتا۔ حضرت ابراہیمؑ نے ہر قسم کے دلائل سے بات قوم کے سامنے رکھ دی۔ کہ یہ بت پرستی اور شرک بالکل حرام اور خلاف عقل ہے۔ لیکن قوم جہالت کی وجہ سے نہ سمجھ سکی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے سمجھانے کا دوسرا طریقہ اختیار فرمایا کہ یہ بت عاجز ہیں، کچھ نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کا کوئی تہوار تھا۔ ان کی عید کا دن تھا، لوگ سب باہر کسی میدان میں جمع ہونے نکلے۔ حضرت ابراہیمؑ شہر میں رہے۔ دھرم سال میں آکر سب بتوں کو توڑ دیا بڑے بت کو چھوڑ کر کلہاڑی اور تیشہ اس کے کاندھے پر رکھ دیا اور جو نذرانے اور چڑھاوے لوگوں نے بتوں کے سامنے رکھ دئے تھے وہ سب اکٹھے کر کے بڑے بت کے سامنے رکھ دئے۔ یہ چڑھاوے ان لوگوں کے زعم میں متبرک ہو جاتے اور عید کی شام کو آکر اسے آپس میں بانٹ لیتے۔

لوگ تہوار سے واپس آئے۔ بت خانہ کی حالت دیکھی کہ ہمارے سارے خداؤں کو توڑا گیا ہے تو حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ کلہاڑی تو اس بڑے بت کی گردن پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خفا ہوا اور سب کو توڑ ڈالا، زبان حال سے بتلا رہا ہے کہ ان میں لڑائی ہوئی ہے۔ اگر جواب خواہ مخواہ چاہتے ہو تو خود ان بتوں سے پوچھ لو۔ قوم شرمندہ ہوئی، اور دل میں اعتراف کیا کہ یہ تو نہ بولتے ہیں نہ آواز سنتے ہیں، نہ نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ مگر حق کی دشمنی اتنی دلوں میں بس گئی تھی کہ بجائے ایمان لانے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں فیصلہ دیا کہ لکڑیاں جمع کر دی جائیں اور عظیم الشان لاوہ تیار کر کے حضرت ابراہیمؑ کو اس میں جلا دیا جائے کہ انہوں نے ہماری ملکی قومی اور ریاستی مذہب کی توہین کی ہے۔

اب بڑے بڑے مرد عورت حاکم و رعایا اس کام میں شریک ہو گئے اور آگ کے لئے ایندھن جمع کرنے لگے اور فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھا کر لاوہ میں پھینک دیا جائے۔ یہ ایک عجیب منظر تھا کہ اللہ کی راہ میں ایک مقدس نبی قربانی دیتا ہے۔ عرش سے فرش تک کائنات اور ملائکہ روتے ہیں کہ یا اللہ آج تیرے جان نثار بندے کو آگ میں جلایا جا رہا ہے۔ روایات میں ہے کہ

باقی ص۴۵ پر